Digitized by Khilafat Library

جلد ۲ مورخہ ۱۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۲۳۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۲ھ نمبر ۵۲

مدینۃ المسیح

فتوحات ایوان خلافت حضرت فضل عمر کے ہاتھ پر ۱۳۔ اکتوبر ۱۴ء کو دو عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے جس طریق پر انکے سامنے اسلام پیش کیا وہ اگلے پرچہ میں شائع ہوگا ؎

ولادت باسعادت ختن الرسول حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے مشکوی معلیٰ میں شب درمیان ۱۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۴ء ایک بچی لڑکی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ بنت المسیح کی اولاد کو خدا کے ہاتھوں سے معطر و ممسوح نبی کے کمالات کا وارث کرے اور آل احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام جہان میں اپنی نفوس قدسیہ کے ساتھ بڑھے۔ پھولے اور پھلے ؎

کوئی کتاب چھپوالو جو صاحب خصوصاً برادران سلسلہ احمدیہ

تازہ خبریں

(لندن۔ ۱۰۔ اکتوبر) انٹورپ کی تباہی کا اندازہ کچھ عرصہ تک نہیں ہوسکتا۔ قصر عدالت کا کچھ حصہ جل گیا ہے مگر یقین کیا جاتا ہے کہ شہر کی اکثر شاندار عمارتیں تباہی سے بچ گئی ہیں۔ رویٹر کا نامہ نگار جو انٹورپ سے رخصت ہورہا تھا۔ بیان کرتا ہے کہ انٹورپ کے باشندے جوق در جوق بھاگ کر ہالینڈ کو جارہے ہیں۔ ریلیں بالکل بند ہوگئی ہیں شہر سے دھوئیں کے بادل اٹھ رہے ہیں اور تیل کے تالابوں سے ابھی تک شعلے بلند ہورہے ہیں۔

بلجیم سپاہ نے انٹورپ کو خالی کردیا۔ (لندن۔ ۱۰۔ اکتوبر) برطانیہ کے محکمہ جنگ نے اعلان کیا ہے کہ بلجیم سپاہ نے کل انٹورپ کو خالی کردیا۔

شملہ ۱۱۔ اکتوبر۔ صاحب وزیر ہند کی طرف سے ہز ایکسیلنسی وائسرائے کو کل اس مضمون کا تار موصول ہوا ہے کہ محکمہ جنگ نے اعلان کیا ہے کہ بلجیم سپاہ نے کل بتاریخ ۹۔ اکتوبر انٹورپ کو خالی کردیا

(لندن ۱۰۔ اکتوبر شام) ایمسٹرڈم کا تار مظہر ہے۔ کہ جرمن سٹاف نے اعلان کیا ہے کہ شہر انٹورپ اور اس کے تمام قلعے اس وقت جرمنوں کے ہاتھ میں ہیں ؎

برطانوی اور بلجیم فوج اسٹنڈ میں بخیریت پہنچ گئی۔ (لنڈن ۱۱۔ اکتوبر) روز نڈال کے ایک تار سے معلوم ہوا ہے کہ برطانوی اور بلجیم فوج مع شاہ البرٹ آسٹنڈ میں بخیریت پہنچ گئی ہے ؎

شاہ البرٹ زخمی ہوگیا۔ پناہ گزین بیان کرتے ہیں کہ زخم کے باعث شاہ البرٹ نے اپنے بازو کو پٹی سے باندھ رکھا ہے بیان

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

جنگِ یورپ

بلجیموں نے اپنے تیل غلہ اور مکانات کو خود آگ لگادی انٹی ورپ میں بلجیموں نے اپنے تیل کے حوضوں کو خود آگ لگادی۔ اسکے علاوہ انہوں نے تمام بڑے دل۔ غلہ کے گودام اور دیگر ایسے مکانات کو جلا دیا۔ جن سے دشمن کو فائدہ پہنچ سکتا تھا ٭

انٹی ورپ کی تسخیر کوئی اہمیت نہیں رکھتی ۔ بلجیم فوج کے فرار ہو جانے سے خیال کیا جاتا ہے کہ انٹی ورپ کی تسخیر ان بڑی لڑائیوں میں جواب ہو رہی ہیں۔ جنگی نقطہ خیال سے دشمن کے لئے کچھ مفید نہیں ہوسکتی یہ بھی ممکن ہے کہ بلجیمی فوج کی رہائی متحدہ افواج کے لئے مفید ہوگی ٭

بیس ہزار جرمن پسپا کئے گئے ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہفتہ کی صبح کو ویڑن کے نزدیک کویشیرج میں انگریزی اور فرانسیسی فوج نے ۲۰ ہزار جرمنوں کو پسپا کر دیا ٭

ایک بے بنیاد خبر کی تردید ۔ الٰہ آباد سے ۱۱۔ اکتوبر کا تار مظہر ہے کہ بلجیم والوں نے انٹورپ پر جرمنوں کا شاندار مقابلہ کیا۔ لیکن جرمنوں کا یہ قول کہ انہوں نے بیرونی ڈیفنس کی تمام توپوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ قطعی غلط ہے ٭

للی کے میدان میں جنگ ۔ (لنڈن ۱۱۔ اکتوبر) نیم شب کو ایک فرانسیسی کمونیک کا بیان ہے کہ للی کے جنوب مغرب میں سالہ افواج کی مڈبھیڑ صرف ہوئی ہے۔ ہاں آراس کے شمال اور جنوب مشرقی سمت میں البتہ بھاری لڑائی ہوئی ہے۔ دشمن نے میوز کی بلندیوں پر حملہ کیا۔ راہ ریلاسی اور کپیل کے درمیان رسالہ کی جنگ بھی ہوئی۔ مگر ہم نے سینٹ میحل کے گرد و نواح میں خاصی ترقی کی ہے۔

دریائے لیز کی مشرقی سمت میں جرمنوں کی پسپائی ۔ (لنڈن ۱۱۔ اکتوبر) ایک سرکاری کمونیک پیرس سے راوی ہے کہ ہمارے بائیں پہلو پر جرمن رسالہ نے جو دریائے لیز کے بعض راستوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اب شرق کی جانب پسپا ہو گئے ہیں جن دشمنوں نے آراس اور اوزی کے درمیان دریائے انگریزی کے دائیں پہلو پر بغیر کسی ترقی و پیشقدمی کے حملہ کیا مگر ہم نے ایسی کے شمالی مرکز میں کسی قدر پیشقدمی کی ہے۔ مزید برآں کرونی اور رینز کے درمیان جو شبخون مارا تھا۔ اس میں انہیں پسپا ہونا پڑا۔ چنانچہ اب ریمز اور میوز کے درمیان کوئی امر قابل ذکر نہیں ٭

انٹورپ کا خوفناک نقصان جان و مال ۔ امسٹرڈم ۱۱۔ اکتوبر۔ جرمن کمونیک مظہر ہے کہ قبل اس کے کہ جرمنوں نے انٹورپ کے برگوماسٹر سے شہر کے حوالے کرنے کا پیغام بھیجا۔ انگریزوں اور بلجیموں نے شہر خالی کر دیا تھا۔ قیدیوں کی تعداد کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا۔ ذخائر کی ایک عظیم الشان مقدار ہاتھ آئی ٭

ہندوستانی فوج فرانس میں ۔ ایک اطالوی ڈپٹی جس نے فرانس میں ہندوستانی فوج دیکھی ہے۔ کہتا ہے کہ ایک حیرت انگیز اور شاندار فوج ہے جس سے فرانس کو فوری فائدہ پہنچیگا۔

کمانڈر سپنر گرے کی کامیابی ۔ محکمہ اخبارات نے اپنے بیان میں صیغہ بحری کے اس اعلان کا ذکر کیا ہے۔ کمانڈر سپنر گرے نے لفٹنٹ میرکس اور لفٹنٹ سپ کے ساتھ ڈسلڈراف میں ہوائی جہازوں کے شنڈ پر ایک کامیاب حملہ کیا۔ لفٹنٹ میرکس نے پانچسو فیٹ سے بم گرائے جنہوں نے شنڈ کو چیر کر زیپلن کو تباہ کر دیا ہوائی جہاز میں آتشگیر گاس کے لگ جانے سے پانچسو فیٹ کے شعلے بلند ہوئے۔ تینوں افسر صحیح و سلامت ہیں لیکن ان کے ایروپلین تباہ ہو گئے۔ یہ ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے کیونکہ ان افسروں کو سو میل سے زیادہ کا فاصلہ طے کرنا پڑا تھا ایروپلینوں کے پہلے حملہ نے دشمن کو چوکنا کر دیا اور اس نے ہوائی جہازوں کو تباہ کرنے کیلئے توپیں چڑھا دیں ٭

اطالوی وزیر جنگ مستعفی ہو گیا ۔ اٹلی کا وزیر جنگ مستعفی ہو گیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ نائب سکرٹری محکمہ جنگ نے ابھی استعفا دیدیا ہے ٭

فرانسیسی گولہ اندازوں کا کمال ۔ ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ شمال مشرقی فرانس راوی ہے کہ جرمنوں نے نیس کو گھیرے میں لینا چاہا۔ مگر ناکام رہے۔ فرانسیسی توپوں نے غضب ڈھایا ایک آدمی کا چشم دید بیان ہے "میں تمام دن اپنے سپاہیوں میں رہا مگر جرمنوں کی ایک توپ کی آواز بھی سنائی نہ دی۔ ہماری توپوں نے جرمنوں کو کباب کر ڈالا"۔ اس سے ظاہر ہے کہ جرمنوں کے ٹرانسپورٹ کا انتظام بلجیم اور فرانس کی سرحدوں پر بالکل بگڑ گیا۔

مانٹی نگروی سپاہ کی فتح ۔ (لنڈن ۱۱۔ اکتوبر) دار الحکومت مانٹی نگرو سے خبر آئی ہے کہ مانٹی نگروی سپاہ نے بیس ہزار آسٹریائی دستہ کو جو اسے سراجیوا آباد رکھنے آ رہی تھی۔ یکایک شکست دی۔ پہلے دن آسٹریائی نقصان پندرہ سو مقتول و مجروح تھا اور بہت سے قیدی بھی ہاتھ لگے یہ مانٹی نگروی سپاہ کی سخت لڑائی تھی ٭

مشرقی افریقہ میں لڑائی (شملہ ۱۱۔ اکتوبر) حضور والیسرائے کے پاس صاحب وزیر ہند کا اس مضمون کا تار آیا ہے کہ جرمنوں نے گزیان (مشرقی افریقہ) پر حملہ کیا۔ جب انگریزی دستہ مقابلے پر بڑھا۔ تو غنیم نے آگ برسائی۔ آخر کار شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ بہت سے اسلحہ اور سامان حرب ہاتھ آیا۔ ایک افسر اور چار ہندوستانی سپاہی زخمی ہوئے۔

تبادلۂ اسیران ۔ ۱۰۔ اکتوبر۔ جرمنی نے انگریز اسیران جنگ کی فہرست انگریزی حکومت کو بھیجدی ہے۔ غالباً جلد اسیروں کا تبادلہ کیا جائیگا ٭

آئرلینڈ ۔ میں ۶۔ اکتوبر تک ۲۶ ہزار آدمی فوج میں بھرتی ہوئے تھے۔ ۱۱ ہزار السٹر میں باقی دوسرے حصص میں۔

میدان کارزار کی چشمدید شہادت ۔ (لنڈن ۹۔ اکتوبر) ۱۱ بجے صبح محکمہ اخبارات کا بیان ہے کہ برطانوی ہیڈ کوارٹر کے سٹاف کے ہمراہی ایک عینی گواہ کا بیان ہے کہ ۳۰۔ ستمبر بروز بدھ جو لڑائی ہوئی وہ بہر صورت متحدہ سپاہ کے لئے امید افزا تھی۔ دشمن صرف خفیف حملے کرتا تھا اور کبھی کبھی گولہ باری بھی کرتا تھا۔ جمعرات کے روز امن و امان رہا۔ رات کو دشمن نے چند اور خندقیں کھود لیں۔ جمعہ کے روز بہت کہر چھایا رہا۔ ہمارے توپخانہ نے ایک پل کو مسمار کر دیا جس پر دشمن نے بڑھی ہوئی چوکی کے طور پر قبضہ کر رکھا تھا دشمن کی معمولی اور جلد چلنے والی توپیں تباہ ہو گئیں جرمنوں نے حسب معمول رات کو دو جگہ شبخون ماری۔ ہمارے چھ آدمی زخم ہوئے۔ مگر ہم نے دشمن کی دو خندقوں پر قبضہ کرکے انہیں پاٹ دیا۔

سولہ سو جرمنوں کی گرفتاری (پیرس۔ ۱۱۔ اکتوبر ایک بجکر پچیس منٹ رات) گذشتہ رات گیارہ بجے اس کا سرکاری طور پر اظہار کیا گیا کہ سوائے اس کے کہ رائے کے علاقہ میں ایک سخت لڑائی ہوئی ہے۔ جس میں متحدہ افواج نے گذشتہ دو دنوں میں دشمن کے سولہ سو (۱۶۰۰) آدمی گرفتار کئے ہیں اور کوئی نئی بات نہیں ہوئی ٭

الفضل قادیان مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۴ء

حقیقی شجاعت کیا ہے؟

حق کو قبول کرنا اور اسپر جے رہنا

دانا ؤں اور حکماء نے لکہا ہو کہ حیوانات میں انفرادی طور پر کوئی نہ کوئی عمدہ صفت پائی جاتی ہے اور حیوانوں میں یہ صفت طبعًا طور پر ہوتی ہے مگر انسان میں یہ صفات تراش خراش کے بعد مستعمل ہوتی ہیں اور ہر صفت اپنے اپنے دائرہ میں مستحسن اور بھلی معلوم ہوتی ہیں اور مختلف اغراض اور مقاصد کی وجہ سے انمیں حسن اور قبیح دخل پاتا رہتا ہے ایک شے اچھے استعمال سے اچھی قرار پاتی اور برے استعمال سے بری سمجھی جاتی ہے حیوانات میں چونکہ موقع و محل کے سمجھنے اور معلوم کرنے میں چنداں قوت معاملہ نہیں ہے اسلئے ان میں یہ خواص طبعی سمجھے جاتے ہیں یعنی انہی اخلاق پر وہ مجبول اور مطبوع ہیں اسکے خلاف کرنا گویا ان کی طبیعت کو تبدیل کرنا ہے کسی حد تک انسانی فطرت میں بھی کسی کسی صفت اور خلق کا زیادہ مادہ پایا جاتا ہے مگر وہ صحبت اور تربیت و تعلیم سے اسکی تہذیب کر سکتا ہے اور اسکو کسی قدر کم یا زیادہ کر سکتا ہے اور بہت سے اخلاق فاضلہ سے متعلق ہو سکتا ہے اور اپنے اغراض اور مقاصد کے موافق اپنے کام چلا سکتا ہے اس میں نتائج کے فہم اور ادراک کرنیکا مادہ ضرور ودیعت رکہا گیا ہے انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتلیه فجعلناه سمیعًا بصیرًا ۔ انا هدیناه السبیل اما شاکرًا واما کفورًا ۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو مختلف اخلاط کے خلاصہ سے پیدا کیا اور پہر اللہ تعالےٰ اسپر انواع و اقسام کے انعام و اکرام کرتا رہا اور اسکو شنوا اور بینا بنا دیا اور وہ اس قابل ہو گیا کہ وہ احکام اور شرائع الٰہیہ کو سن لے اور اپنے بہلے اور برے میں کماحقہ تمیز کرے اس کے اللہ تعالےٰ نے اسکے سامنے سیدہا راستہ پیش کر دیا جو اوامر الٰہیہ کا امتثال کرنے لگ گیا اور نواہی الٰہیہ سے اجتناب کرتا رہا وہ شکور اور قدر دان بنگیا اور جس نے اللہ کی ہدایت کو قبول کیا اور اسپر کاربند ہونے سے اعراض کیا وہ ناشکرا اور کفور قرار پایا۔

انسان چونکہ فرمان الٰہی کا متحمل ہو سکتا تہا اور کوئی چیز اس بارامانت کے اٹھانے کے قابل نہ تہی اسلئے انسان کی جبلت طور شریعت میں ترقی کرنے اور تنزل کرنیکا مادہ رکہا گیا پس انسان ایک حالت پر قائم نہیں رہ سکتا اگر وہ صفات ملکیہ میں ترقی کرے تو اس میں لاانتہا ترقی کر جاتا ہے اور اگر سبعیت اور بہیمیت کی طرف میلان کرتا ہے تو بالکل شیطان مجسم بنجاتا ہے کلًا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورًا ہر ایک کو ہم اسباب اور سامان مہیا کر دیتے ہیں تیرے رب کی عطا کبہی نہیں رکتی چونکہ انسان فہم اور ادراک رکہتا ہے اپنے بہلے برے کو سمجھتا ہے اور اپنے نفع و نقصان کو بخوبی سمجھ سکتا ہے اسلئے اسکے آگے اللہ تعالےٰ نے شریعت اور قوانین رکہے تا کہ وہ اسپر عامل ہو اور اسکے لئے سمجہانے والے انبیاء کرام اور رسل عظام مبعوث فرمائے تا کہ اللہ تعالےٰ پر انسان کی کوئی حجت نہ رہے چونکہ انسان اپنے اندر ایسے سامان رکہتا ہے جس سے اپنی طبیعت کے افراط کو دبا سکتا ہے اور تفریط میں زیادتی کر سکتا ہے اور حد اعتدال کے اندر اپنے تئیں رکہ سکتا ہے اسلئے انسان کو تمام اخلاق حسنہ کے حصول میں بہت سی آسانی مل سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ حیوانات میں سے صرف اسی حیوان کو شریعت کا مکلف بنایا گیا ہے کیونکہ شریعت پر کاربند ہونا اسکی وسعت میں ہے لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعها لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت ۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اسکی وسعت اور استطاعت سے بڑہکر حکم نہیں دیتا۔ اگر وہ نیکی کریگا تو اسکا فائدہ اسی کو ملیگا اگر وہ بدی کریگا تو اسکا نتیجہ اسی کو بہگتنا پڑیگا۔

اسی طرح انسان تمام مکارم اخلاق کا کما حقہ اکتساب کر سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے علم اخلاق کے ماہرین نے ہزاروں لاکہوں صفحات اسپر تحریر کر دیئے ہیں اور اسکی بیحد شاخیں اور بیشمار شعبے قرار دیئے ہیں خلق بفتح الخاء ظاہری صورت اور پیدائش پر اطلاق پاتا ہے اور خلق بضم الخاء انسان قوی باطنیہ پر بولا جاتا ہے جسکو ہم سیرت سے موسوم کرتے ہیں۔ کامل انسان کی ہمیشہ یہ دعا ہوا کرتی ہے ۔ اللهم اجعل سریرتی خیرًا من علانیتی واجعل علانیتی صالحة ۔ انسان کا ظاہر و باطن آپس میں بڑا ارتباط اور تعلق شدید رکہتا ہے ایک کا پرتو اور انعکاس دوسرے میں ضرور منعکس ہو جاتا ہے ضرور ہے کہ اگر انسان کے اندرون اور دل میں خوشی موجزن ہو تو اسکے آثار اسکے تمام چہرہ پر نمودار ہو جائیں ۔ طلاقة الوجه عنوان الضمیر اور یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلم بہائیوں کو کشادہ پیشانی کے ساتھ ملنا بہی ایک قسم کا صدقہ ہے کیونکہ جب ایک مسلم بہائی کشادہ چہرے کے ساتہہ دوسرے مسلم بہائی کو ملتا ہے تو اسکی خوشی دوسرے بہائی کے چہرے میں جاگزیں ہوتی ہے اور پہر اسکے ظاہر کا اثر اسکے باطن پر بہی طور پر پڑتا ہے تو واقعی مسلمان کو خوش کرنا ایک بڑا عظیم الشان صدقہ ہے جیسا کہ خیرات سے ایک محتاج سائل کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اسی طرح ایک کشادہ پیشانی سے ایک مسلم کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے المسلم مرآة المسلم ۔ مسلمان مسلمان کا آئینہ ہے ع آئینہ صفت سینہ چو آئینہ داشتن ۔ اخلاق بہت سی اقسام میں منقسم ہیں از آنجملہ ایک شجاعت بہی ایک اعلیٰ درجہ کا خلق ہے شجاعت سے میری مراد یہاں صرف پہلوانی نہیں بلکہ حق کے آگے کسی مخلوق کے رعب سے انسان مرعوب نہ ہو سکے اور حق کے لئے اپنی حمیت ۔ محبت الفت اور ہر قسم کے تعلقات اور رشتوں کو یکدم قربان کر سکے ۔ زبانی دعاوی کسی کام کے نہیں ہوتے جب تک ان دعاوی کے مصدق اسکے اعمال نہ ہوں اگر صرف باتونی باتیں ہوتی تو دنیا بہر میں قوال لوگ سب سے زیادہ فائز المرام ہوتے مگر تجارب صحیحہ اور مشاہدات محسوسہ اس بات کی بڑے زور سے شہادت حقہ ادا کر رہے ہیں کہ قوال لوگوں کی اس سے بڑہکر حقیقت نہیں ہے جتنی کہ گراموفون کی ہو سکتی ہے کہ انکی باتیں خوش کن اور کان رس ہوتی ہیں چونکہ ان اقوال پر وہ خود عامل نہیں ہوتے اسلئے ان نصائح اور پند سے سامعین کو عمل کی توفیق اور طاقت نہیں مل سکتی بغایا اور قینات کیسے کیسے عجیب پیرایہ میں دنیا کی بے ثباتی پر غزلوں کی غزلیں سروں کے ساتھ گائے جاتی ہیں مگر انکو کبہی بہی اسطرف خیال تک نہیں آتا یہی حال عبارت آرا لوگوں کا ہے وہ اپنی عبارت آرائی میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہیں اور ایسے ایسے دعوے کر بیٹہتے ہیں کہ خدا کی پناہ مگر جب کبہی امتحان کا وقت آ جاتا ہے تو فیل ہو جاتے ہیں اسوقت انکو اپنی لن ترانی اور شوخی یاد نہیں رہتی اور شجاعت کو ہاتہ سے دے بیٹہتے ہیں اور الٹا اس انکار اور رحمیت کو اپنی شجاعت کی دلیل گردانتے ہیں کہے جاتے ہیں کہ دنیا میں ہمیشہ طاقتور قلوب کی کمی رہی ہے لہذا دوسروں سے مرعوب ہو کر مزید احتیاط کے مرتکب ہوتے ہیں قوت فیصلہ میں بڑے کچے ہوتے ہیں دونوں قسم کی جماعت کے ساتھ تعلق اور پیوند قائم رکہتے ہیں ان بزدلوں کی شجاعت محض خشک لفاظی میں ختم ہو جاتی ہے اس قسم کے لوگ دو کشتیوں پر پاؤں رکہکر ساحل پر پہنچنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ صورت ان کی ہلاکت

[illegible]

احمدی کس طرح دینی تعلیم حاصل کریں!

کسی گذشتہ پرچہ میں ہم یہ بات بوضاحت ثابت کر چکے ہیں کہ ہر ایک مسلمان کے لئے دینی علوم سے واقفیت پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ وہ برگزیدہ قوم جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ایک نبی کے ذریعہ قائم فرمایا ہے۔ اور جو کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کی مصداق ہے۔ اس کو دینیات سے واقفیت پیدا کرنا اور دینی علوم کا سیکھنا کس قدر ضروری ہے۔ اور جو ذرائع خدا تعالیٰ نے اس کے علم سیکھنے کے لئے مہیا فرمائے ہیں۔ ان سے وہ کس طرح متمتع ہو سکتی ہے ٭

دنیا میں اسباب سمجھ سے کام لینے والے لوگ ہی ہمیشہ کامیاب ہوا کرتے ہیں۔ اور جو اس کے بغیر کامیابی کا منہ دیکھنا چاہتے ہیں وہ ہمیشہ ناکام اور نامراد ہی رہتے ہیں۔ اور پاگل اور بے وقوف کہلاتے ہیں۔ پکے ہوئے کھانے کو ہاتھ سے اٹھا کر منہ میں ڈالنے اور حلق سے اتار دینے سے بھوک دور ہوتی ہے شربت کے بھرے ہوئے گلاس کو منہ لگا کر پی جانے سے پیاس بجھ جاتی ہے۔ سلے اور تیار شدہ کپڑوں کو پہن کر انسان اپنی عریانی کو ڈھانپ سکتا ہے۔ لیکن جو شخص باوجود ان اشیاء کے موجود ہونے کے ان سے فائدہ حاصل نہیں کرتا وہ قابل ہزار ملامت ہے ایسے انسان کا جینا اور مرنا برابر ہے ہاں وہ شخص جو ہر ایک چیز کے استعمال اور خرچ کی قابلیت رکھتا ہے یا اگر اس میں قابلیت نہ ہو تو دوسروں سے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ آرام و آسائش میں رہتا ہے یہی حالت اس شخص کی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی تعلیم کے مہیا کردہ ذرائع اور اسباب سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس تعلیم کو حاصل کر لینے اور سیکھ لینے والا انسان اسی دنیا میں فردوس بریں کی سیر کر لیتا ہے۔ اور ہر ایک مذہبی اور روحانی تصادم سے محفوظ اور مصئون رہ سکتا ہے ٭

احمدی جماعت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دینی تعلیم کی واقفیت کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ دیگر مذاہب کے حملوں کے حل اور مدلل دفاع کے لئے اسقدر ذخیرہ جمع کر ... دیا ہے جو کبھی ختم ہو سکتا ہے۔ اور نہ کبھی امتداد زمانہ اس کے اثر کے زائل کرنے کا موجب بن سکتا ہے وہ ہر وقت کھلا اور موجود ہے اس کا اثر ہم اپنی آنکھوں دیکھ چکے ہیں۔ اور ابھی دیکھ رہے ہیں اس لئے ہمیں اس کے مجرب اور آزمودہ ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ ایک ایسی چیز ہوتی ہے جو گو مفید اور نفع رساں مشہور ہوتی ہے۔ لیکن جب تک اس کا فائدہ اپنے تجربہ اور مشاہدہ میں نہ آجائے اس وقت تک اسپر حق الیقین نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب حق الیقین ہو جائے۔ تو پھر کوئی طاقت۔ کوئی قدرت اور کوئی ذریعہ اس سے متزلزل کرنیوالا نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم (جسے ہم آپ کی کتب سے معلوم کر سکتے ہیں) کے متعلق ہر ایک احمدی کا حق الیقین ہے کہ اس سے ہر حالت میں نفع ہی نفع حاصل ہوتا ہے اور اس تعلیم کا متعلم کبھی کسی مقابلہ کے میدان میں ہار نہیں سکتا۔ نہ اس کو کسی مذہب کے پیرو زک دے سکتے ہیں نہ اس کو خیالات کی پراگندگی ستا سکتی ہے۔ نہ اس کا دل ڈانواں ڈول ہو سکتا ہے۔ اور نہ اسپر شیطان کسی طرح اپنا قبضہ کر سکتا ہے بلکہ وہ اپنے اندر سکون اور تسلی پاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی برکات سے متمتع ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے ہر ایک موجودہ مذہب کی حیثیت کو جہاں تک کہ اس کی واقفیت کی ضرورت ہو سکتی ہے نہایت تحقیق اور تدقیق سے تحریر فرما دیا ہوا ہے اور جو کچھ مخالفین اسلام اسلام پر الٹے سیدھے اعتراضات کرتے ہیں۔ انکے جواب بھی دے دئے ہوئے ہیں اور ایسے پر از صداقت اور زوردار الفاظ میں دئے ہیں کہ اب انکے مقابلہ میں کسی کو سر اٹھانے کی جرأت نہیں رہی علاوہ بریں ہر ایک مذہب کی خامیوں اور کمزوریوں کو بھی آپنے نہایت بداہت سے ظاہر فرما دیا ہوا ہے۔ جن کے انکار کی اس مذہب کے مدعیوں کو بھی جرأت نہیں ہو سکتی۔ آپ کی تحریرات اور تقریرات کا ایک ایک لفظ اپنے اندر ایسی کشش اور اثر رکھتا ہے کہ دنیادار لوگ بھی انکی آڑ لے کر اپنا پیٹ پال رہے ہیں۔ گو انکے سفلی خیالات آپکے پاک اور طیب کلمات میں تاثیر کو روک رہے ہیں جس سے انکے دنیا کے کیڑے ہونے کا ثبوت مل جاتا ہے لیکن اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت مسیح موعود کے کلمات کی تاثیر کے مخالف بھی قائل ہیں چنانچہ ایک طویل عرصہ آپ کا یہ شعر "آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے۔ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے"..... بظاہر ایک نہایت خفیف مگر دراصل بڑی بھاری تبدیلی کے ساتھ جو کہ تبدیل کرنے والی کی فطرت کا فوٹو ہے۔ ایک اشتہار کا ہیڈنگ بنکر متعدد اخباروں میں اس طرح چھپتا رہا ہے۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور نظر پاؤ گے ٭ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

نیز ایک روزانہ اخبار کے ہیڈنگ آرٹیکل میں یہ مصرعہ کہ "اے کفر اینست بجا خست کافرم" پڑھ کر ہمیں اس بات کی خوشی ہوئی۔ کہ گو ان لوگوں میں یہ مادہ نہیں رہا کہ وہ اس برگزیدہ خدا کے الفاظ کے مغز اور معانی تک پہنچ سکیں تاہم وہ کلام کی صداقت اور برجستگی کو دیکھ کر اس کے نقل کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور بے اختیار ہو کر انکی قلم اور زبان سے برگزیدہ خدا کے کلمات نکل جاتے ہیں وہ قلم سے لکھتے ہیں۔ لیکن انکی آنکھیں بند ہوتی ہیں وہ زبان سے بولتے ہیں مگر ان کا دل پردے میں ہوتا ہے اسلئے وہ اصل معانی اور مطالب سے محض کورے رہ جاتے ہیں لیکن ہمیں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم سے وہ سمجھ عطا فرمائی ہے جو حضرت مسیح موعود کے کلمات کی اصلیت کو سمجھنے کی اہل ہے وہ عقل بخشی ہے جو آپکے کلمات کو محفوظ رکھ سکتی ہے وہ دل دیا ہے جو آپکی صداقت سے بھرا ہوا ہے وہ دماغ دیا ہے جو آپ ہی کی شمیم جانفزا سے ہر وقت معطر رہتا ہے اور وہ حوصلہ دیا ہے جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اسلئے ہمیں آپ کی ہر ایک تصنیف کو نہایت غور اور تدبر سے ایک دفعہ نہیں کیا بلکہ بار بار پڑھنا چاہیئے۔ اور جو خود نہیں پڑھ سکتے ان کو دوسروں سے پڑھوا کر سننا چاہیئے۔ جس سے پڑھنے والے کو بھی فائدہ ہوگا اور سننے والا بھی مستفیض ہو سکیگا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے آگے ایک مائدہ رکھ دیا ہے جس کو کھا کر ہم ابدالآباد کی زندگی حاصل کر سکتے ہیں یہ ہمارے لئے آب زمزم ہے۔ جس کو پی کر ہم حیات اُخروی پا سکتے ہیں یہ تعلیم ہمارے لئے لباس تقویٰ ہے جسکو پہن کر ہم اپنی کمزوریوں کو ڈھانپ سکتے ہیں۔ اب صرف ہمارے کھانے پینے اور پہننے ہی کی دیر ہے ورنہ سب کچھ ہر وقت تیار ہے۔ وہ شخص جو مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو خود نہیں پڑھ سکتا اور کسی کے سنانے سے بھی اسکی پیاس نہیں بجھ سکتی یا سنانیوالا اسے کوئی میسر نہیں آتا تو وہ ضرور اپنی عمر کا کچھ حصہ قادیان میں آکر گذارے اور حقائق و معارف کے بہتے ہوئے دریا سے اپنی تشنہ کامی کا علاج کرے اور خود سیراب ہو کر دوسروں تک اسکو پہنچائے کیونکہ ہم احمدیوں کا کام صرف اپنے نفس کی ہی اصلاح کرنا نہیں بلکہ ہمیں راستہ سے بھٹکے ہوؤں اور ہلاکت اور گمراہی کا رستہ اختیار کرنے والوں کو بھی راہ دکھانا فرض ہے۔ خدا اپنے فضل اور کرم سے ہمیں اس قابل بنائے۔ آمین ٭

بابُ التنقید

اسکندریہ کا کتبخانہ کب اور کس نے جلایا؟

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خلیفہ عمرؓ میں حقوق اللہ اور حقوق الرسول کے ادا کرنے کا خیال کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ ایک بہت سخت آدمی تھا۔ لیکن جب بُت پرست اور مشرک لوگ عرب سے نیست و نابود ہو گئے (وہ عرب جو خدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گویا کہ ایک قسم کا گھر اور خاص مقبوضہ تھا) تو مسلمانوں کا متعصّبانہ مذہبی جوش مفتوح اقوام کو مذہبی آزادی دینے اور صرف ایک ٹیکس سے لینے کی دانشمندانہ پالیسی میں تبدیل ہو گیا۔ اسکندریہ میں بھی اسی پالیسی پر عملدرآمد کیا گیا۔ شہر اسکندریہ نے تقریباً چودہ ماہ تک محاصرین عرب کا مقابلہ کیا۔ عربوں نے بیشمار حملے اور یورشیں کیں جیں...... مسلمانوں کا جرنیل عمرو بھی گرفتار ہو گیا۔ لیکن آخر کار وہ کسی طرح سے بچ کر نکل آیا۔ اس لڑائی میں ۲۳ ہزار عرب کام آئے ایسے حالات کے ماتحت یہ قدرتی بات ہے کہ شہر فتح ہونے کے ساتھ ہی شہر میں لوٹ مار مچا دیجاوے اگر عرب لوگ ایسے ہی متعصّب تھے۔ جیسا کہ انکی بابت بیان کیا جاتا ہے تو ایسا ہونا ضروری تھا۔ لیکن ایسا کوئی واقع وقوع میں نہیں آیا۔ عربوں کے جرنیل نے جو رپورٹ اس فتح کی اپنے خلیفہ عمرؓ کے حضور بھیجی۔ اس میں اس نے شہر کا بڑی صحت کے ساتھ اور سرسرانہ لہجہ میں نقشہ کھینچا ہے۔ اسکے الفاظ یہ ہیں

"اس شہر میں چار ہزار عالی شان محلات۔ چار ہزار حمام چار سو تھیئٹر۔ بارہ ہزار سبزی اور میوے بیچنے والوں کی دوکانیں ہیں۔ اور چالیس ہزار خراج دینے والے یہودی آباد ہیں"۔ خلیفہ عمرؓ نے حکم صادر فرمایا کہ علاوہ دو دینار فی کس جزیہ اور حسب دستور زمین کا معاملہ لگانے کے شہر سے خاص خراج لیا جاوے۔ اور یہ کہ شہر کے لوگوں کی جانوں اور مال کی پوری پوری حفاظت کی جائے کون ذی عقل انسان ایسے فرمان کو تعصب پر مبنی قرار دیسکتا ہے؟

مذکورہ بالا حالات سے منصف مزاج ناظرین کو یہ روز روشن کی طرح عیاں ہوجانا چاہیئے۔ کہ اسکندریہ کے واقعہ کی نسبت مسلمانوں پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا جیسا کہ اکثر بیان کیا جاتا ہے۔ جو لوگ قاطع دلائل کے ہوتے ہوئے بھی اپنے غلط عقیدہ پر مصر ہوں۔ ہم ان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ عیسائیوں کی وسیع حوصلگی کو ذرا زیادہ کام میں لادیں۔ جس کا انہیں دعویٰ ہے۔ ایسے لوگوں سے ہم ملتجی ہیں کہ وہ گوڈ فرے ہجنز کا ذیل کا بیان تو ضرور پڑھیں

"خلفاء کی تمام تاریخ میں کوئی ایسا واقع نہیں پایا جاتا جو عیسائی تاریخ کی انکوزیشن کے مظالم سے شدت اور سختی میں آدھا ہی بدنام کرنے والا ہو"

ہم ایسے لوگوں کے سامنے التجا کرینگے کہ وہ مسلمانوں کی یوروشلم کی بے خونریز فتح اور بعد میں عیسائی کروسیڈرز کی فتح کا مقابلہ تو کریں۔ جن کے مظالم کا نقشہ شاید ذیل کے اقتباس سے سمجھ آسکے ؂

"چھوٹے بچوں کے سروں کو دیواروں پر پٹک پٹک کر مارا گیا۔ اور معصوم بچوں کو دریچوں سے اُچھال اُچھال کر پھینکا گیا۔ ہر ایک عورت جو انکے ہاتھ لگی اسکی بیحرمتی کی گئی۔ زندہ آدمی آگ میں جلائے گئے۔ اس خیال سے کہ کسی نے سونا وغیرہ نگل نہ لیا ہو۔ بعض آدمیوں کا زندہ چمڑا کھچوایا گیا۔ یہودیوں کو انکے معابد میں گھسیٹ کر وہیں جلا دیا گیا۔ تقریباً ۷۰ ہزار مرد اور عورتیں اور بچے بے رحمی سے ذبح کر دیئے گئے۔"

مسٹر ایم جیورن کے ذیل کے الفاظ بہت معنی خیز ہیں۔ "مسلمان اپنے مذہبی اُصول کے مطابق دوسرے مذاہب کو نیست و نابود کرنے کے لئے ہر سختی کو کام میں لاسکتے ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے اب تک عیسائیوں کو مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ اور وہ صدیوں سے ایسا کرتے آئے ہیں۔ اسکے برخلاف عیسائیوں کو صرف وعظ و نصیحت کرنے کا حکم ہے لیکن پھر بھی وہ ارادتاً غیر مذاہب کے لوگوں کو آگ اور تلوار سے تباہ کرتے رہے ہیں"۔ مسٹر جیورن کے یہ الفاظ کہ مذہبی اُصول کے مطابق مسلمانوں کو سختی کرنے کا حکم ہے صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم انکی مذہبی کتاب قرآن میں کھلے کھلے الفاظ میں لکھا پاتے ہیں کہ مذہبی معاملات میں کوئی جبر نہ چاہیئے۔ اب مضمون کو لمبا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے تاریخی واقعات کو قلمبند کر دیا ہے۔ اب فہیم ناظرین کا کام ہے کہ وہ ان سے خود نتیجہ نکالیں۔ اور ہر ایک قوم کے معاملہ میں عدل اور انصاف سے کام لے جس کی نسبت مدت سے یہ غلط فہمی پھیلائی جاتی ہے کہ اس میں جھوٹی قومی محبت اور مذہب کا اندھا جوش بھرا ہوا ہے"۔

آر- واسو دیوا راؤ

یہاں فاضل مضمون نگار کا مضمون ختم ہوتا ہے ؂ ہم نے اس مضمون کو درج کر کے اس طول طویل بحث کی ہے ہمارے ناظرین کو بخوبی ثابت ہو گیا ہو گا کہ کتب خانہ اسکندریہ کو تباہ کرنے والے مسلمان نہ تھے بلکہ وہ لوگ تھے۔ جو آج اپنے آپ کو دنیا میں مذہبی آزادی کا پیغام لانیوالے یقین کرتے ہیں۔ نبی کریم نے اس قوم کا تیرہ سو سال پہلے سے دجّال نام رکھ کر ہم کو اسکے دجل پر آگاہ کر دیا تھا۔ لیکن افسوس کہ خود مسلمانوں نے یورپ کے دجل سے دھوکا کھایا۔ اس سے بڑھ کر کونسا ظلم ہو سکتا ہے۔ کہ خود ایک ظالمانہ کارروائی کی جائے۔ اور پھر ایک بے گناہ قوم کی طرف اس کو منسوب کر دیا جاوے۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ہمیں افسوس ہے کہ معزز ہمعصر ٹریبیون نے محض مسلمانوں کی دل آزاری کرنے کیلئے اس بحث کو چھیڑا۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایک انگریزی اخبار کا ایڈیٹر ایک معمولی واقعہ کے صحیح حالات سے بھی بے خبر ہو ہم اخبار مذکور کے آرٹیکل کی طرف توجہ نہ کرتے کیونکہ ہم کو اسلام نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ جب کوئی ناواقف شخص اپنی کم علمی کی وجہ سے تم کو مخاطب کرے۔ تو اسے سلام کہہ کر الگ ہو جاؤ۔ مگر ہمیں اس بات کا ڈر پیدا ہوا کہ کہیں پنجاب کے اس معزز اخبار کا پبلک پر بُرا اثر نہ ہو۔ اسلئے ہم نے جہاں تک ہو سکا۔ ناظرین کے سامنے تاریخی ثبوت اپنے قول کی تائید میں پیش کر دیئے ہیں۔ ماننا نہ ماننا انکا کام ہے ؂

روغن کافور

مندرجہ ذیل امراض کیلئے نہایت مفید سریع الاثر اکسیر الاثیر مجرب المجرب اور یکمی علاج ہے۔ ہیضہ واسہال ہر قسم قے۔ متلی۔ پیچش۔ تخمیر۔ بہت معمولی بخار۔ خسرہ چیچک سار کی۔ چھپاکی۔ خناق۔ نزلہ و زکام گلا پکنا یا آجانا۔ مسوڑھوں سے خون بہنا یا پھولنا۔ داڑھ درد۔ پیٹ درد۔ جوڑوں کا درد۔ خارش چاقو یا چھری سے کٹ جانا۔ مچھر مکھی۔ زنبور وغیرہ جانوروں کا کاٹ لینا۔ حرقت بول۔ سوزش مثانہ۔ بواسیر خونی۔ ورد بائی یا عصبی جل جانا یا چھالے پڑ جانا وغیرہ وغیرہ جو صاحب چاہیں آزمائیں انشاءاللہ ...نسخہ مفید ثابت ہوگا۔ قیمت فی شیشی عمر علاوہ محصولڈاک۔ منیجر الفضل قادیان (پنجاب)

عالمگیر جنگ کے بعض تفصیلی حالات

(ایک جرمن جہاز کی بے نظیر بہادری)

غرق ہونا قبول کیا مگر اطاعت قبول نہ کی

ہیلیگولینڈ کے قریب جو بحری جنگ انگلستان اور جرمن کے چھوٹے جہازوں میں ۲۸ - اگست کو ہوئی تھی اور جسکی خبر پہلے تاروں میں آچکی ہے اس کے بعض تفصیلی حالات بھی ولایتی ڈاک میں آئے ہیں انمیں سے بعض خاص طور پر قابل ذکر ہیں انگریز افسر جو اس جنگ میں شامل تھا۔ اپنے ایک خط میں اس جنگ کے متعلق لکھتا ہوا تحریر کرتا ہے کہ ایک جرمنی کروزر پر جب ہم نے گولہ باری کی تو تھوڑی ہی دیر میں اسکی حالت نازک ہو گئی گولوں کی کثرت سے اسکے فنل اڑ گئے اسکے مستول ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے - اسکی دیواروں میں بڑے بڑے سوراخ ہو گئے - جن میں دھوپ اسکے اندر کے حصہ پر پڑ رہی تھی اور ہر حصے سے دھوئیں کے شعلے اٹھ رہے تھے۔ جب اس میں ایک طرف سے دوسری طرف تک سوراخ ہی سوراخ ہو گئے تو وہ بڑی سرعت سے ڈوبنے لگا ایسے وقت میں عام دستور کے مطابق اسکے آدمیوں کو ہمارے قبضہ میں دیدینا چاہیئے تھا اور اپنی جان بچا لینی چاہیئے تھی مگر اس جہاز کے سواروں نے اس کا بالکل خیال بھی نہ کیا اور ڈوبتے ہوئے جہاز پر سے برابر گولہ مارتے رہے اور اس وقت تک اسکی توپیں خاموش نہیں ہوئیں جب تک کہ وہ سمندر میں غرق نہ ہو گئیں اور اس وقت تک کہ جہاز غرق ہوا جھنڈا ہوا میں برابر لہراتا رہا - اور آخر سب سپاہی جہاز کیساتھ غرق ہو گئے۔

اس جنگ کا ایک اور عجیب واقعہ

۲۸ - انگریز کسطرح موت کے منہ سے نکل آئے

ایک اور افسر انگریز ایک خط میں لکھتا ہے کہ:- انگریزی جہاز ڈیفنڈر نے ایک جرمن جہاز کو غرق کر کے اس کے سواروں کو بچانیکے لئے ایک بڑی کشتی اتاری۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ کشتی واپس آتی دشمن کا ایک کروزر وہاں پہنچ گیا اور اسنے ڈیفنڈر پر حملہ کر دیا اور ڈیفنڈر کو مجبوراً اس کشتی کو وہیں چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ ذرا اس کشتی کے سواروں کے خیالات کا اندازہ تو لگاؤ۔ ایک کھلی کشتی پر بیٹھے ہیں۔ اور کھانے پینے کا کوئی سامان پاس نہیں قریب سے قریب زمین بھی پچیس میل کے فاصلہ پر ہے اور وہ بھی دشمن کا قبضہ ہے اور اردگرد سوائے کہر اور دشمنوں کے کوئی چیز نہیں اچانک پاس ہی سمندر میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے اور حکومت برطانیہ کا ایک جہاز ای نمبر ۴ پانی سے اپنا سر باہر نکالتا ہے اپنے گنبد کا منہ کھولتا ہے اس کشتی کے تمام سواروں کو اپنے اندر سوار کر لیتا ہے پھر وہ منہ بند کر لیتا ہے اور پھر غوطہ مار دیتا ہے اور ان لوگوں کو دو سو پچاس میل فاصلہ پر گھر پہنچا دیتا ہے ۔ (ڈیلی انگلستان)

ہوم رول بل اور مسٹر بونرلا

گو ہوم رول بل موجودہ جنگ سے علیحدہ چیز ہے لیکن چونکہ اب یہ بھی ایک لحاظ سے موجودہ جنگ پر ایک بڑا اثر ڈال رہا ہے اسلئے ہم اسکا بیان جنگ کے تفصیلی حالات کے ماتحت ہی دیتے ہیں یہ بات تمام ہندوستانی جانتے ہونگے کہ جنگ کے شروع ہونے سے پہلے تمام برطانیہ میں ہوم رول بل کی وجہ سے ایک شور پڑا ہوا تھا اور اس مسودہ کے پاس ہونے یا رد ہونے دونوں صورتوں میں آئرلینڈ کے کسی نہ کسی علاقہ کے تلوار پکڑ کر کھڑے ہو جانیکا خطرہ تھا جنگ نے اس جنگ کو دبا دیا اور کل برطانیہ نے فیصلہ کر لیا کہ ہم اپنے مشترکہ دشمن سے جنگ کرتے وقت ان اختلافی مسائل کو کبھی زبان پر نہ لائینگے وزارت اور مخالف پارٹی کے ملکی افسر اور نیشنلسٹ دونوں پارٹیوں کے دانشوروں نے آپس میں جنگ کرنیکی بجائے برطانیہ کے دشمن کے مقابلہ میں دوش بدوش جنگ کرنیکا پختہ ارادہ کر لیا ہے جنگ کے ابتدائی شور میں تو اس طرح ان اختلافات پر پردہ ڈال دیا گیا لیکن کچھ مدت کے بعد وزیر اعظم نے آخری خواندگی کے یہ مسودات پارلیمنٹ میں پیش کر دیئے جس پر پارلیمنٹ میں سخت شور ہوا مسٹر اسکوئیتھ وزیر اعظم نے بیان کیا کہ اگر وہ اسوقت اس مسودہ کو پیش نہ کریں تو تین سال پارلیمنٹ نے جو اسپر خرچ کئے ہیں وہ بالکل ضائع جائینگے کیونکہ پھر حسب قواعد یا تو یہ مسودہ اسوقت پاس ہو جانا چاہیئے یا پھر نئے سرے سے پھر پارلیمنٹ میں پیش ہو جانا چاہیئے .... اسلئے وہ مجبور ہو کر اس مسودہ کو پیش کرتے ہیں لیکن وعدہ کرتے ہیں کہ جنگ کے اختتام تک اس مسودہ کو عمل میں نہ لائینگے اور اس قسم کا ایک قانون بھی پاس کرا دینگے مخالف پارٹی اسپر سخت برہم ہوئی اور خصوصاً جب مسٹر بونرلا یونینسٹ لیڈر کھڑے ہوئے تو ایک شور پڑ گیا انہوں نے بیان کیا کہ گورنمنٹ ہماری پارٹی کے حب الوطنی کے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہے اور وہ جان بوجھکر ان عہدوں کو توڑ رہی ہے جو ایسے ہی مضبوط تھے جیسے کہ اس سے پہلے کسی پارلیمنٹ میں کسی وزارت نے کئے ہوں اب معزز جنٹلمین - ہمیں بتلاتے ہیں اور وہ بھی نہایت متانت کے ساتھ کہ پیشتر اسکے کہ اس بل پر عملدرآمد ہو وہ پارلیمنٹ کے دوسرے اجلاس میں ایک اور ترمیمی مسودہ پیش کرینگے مگر سوال یہ ہے کہ کیا یہ وعدہ اس عہد سے زیادہ مضبوط ہیں جو آپ پہلے توڑ چکے ہیں۔

اسکے بعد مسٹر بونرلا نے اپنی جیب سے وزیر اعظم کی اس تقریر کی ایک کاپی نکالی جس میں انہوں نے جرمن کے خلاف جنگ کی وجوہات بتاتے ہوئے کہا تھا کہ جرمنی کہتی ہے کہ ہم جنگ کے بعد بلجیم کو آزاد کر دینگے لیکن اس معاہدہ کا کیا اعتبار ہے جب پہلا معاہدہ اس نے توڑ دیا اور اس تقریر کا یہ فقرہ مسٹر بونرلا نے خود وزیر اعظم پر ہی چسپاں کیا اور پارلیمنٹ میں بلند آواز سے پڑھکر سنایا۔

"اور ہاں ہم اپنے دوستوں سے غداری کرنے اور اپنے معاہدات کو توڑنے کے بعد کیا حاصل کرینگے میں پھر پوچھتا ہوں کہ ہم اسکے بعد کیا حاصل کرینگے صرف ایک وعدہ کہ جرمنی فلاں فلاں حالات میں فلاں رویہ اختیار کریگا۔" اس فقرہ کے پڑھنے کا یہ اثر ہوا کہ خود وزارت کی پارٹی کے بعض ممبر اسکے سننے کی تاب نہ لائے اور بنچوں سے اٹھکر چلے گئے مسٹر بونرلا نے آخر میں کہا کہ اسکی پارٹی کے ساتھ دغابازی کی گئی ہے لیکن باوجود اسکے وہ ہر طرح سے اس گورنمنٹ کی مدد کرینگے کیونکہ آخر وہ گورنمنٹ ہی ہے اور اسلئے کہ وہ بغیر اسکے اپنے ملک کی مدد کسی اور طریق سے نہیں کر سکتے لیکن وہ اس مسودہ کے پاس ہوتے وقت پارلیمنٹ میں نہیں بیٹھ سکتے اور یہ کہکر مسٹر بونرلا اٹھکر باہر چلے گئے اور کل یونینسٹ پارٹی کے کل ممبر ایک ساتھ اٹھکر انکے پیچھے ہو گئے۔

دو ڈرائیوروں کی حیرت انگیز بہادری

لبرک شائر رجمنٹ رسالے کے ایک دفعدار نے جو زخمی ہونیکی وجہ سے اب اپنے گھر آیا ہوا ہے بیان کرتا ہے کہ اسطرح روائل فیلڈ آرٹلری کے دو ڈرائیور ...... اپنی توپ کو گولہ باری کے سامنے سے کس طرح صحیح سلامت بچا کر نکل گئے دونو توپچی تو مارے گئے لیکن وہ ڈرائیور موقعہ تاڑ کر چپ چاپ اپنے گھوڑوں کو ایک جنگل کے پیچھے ہانک کر لے گئے اور اسجگہ پہنچکر جہاں توپ لگی ہوئی تھی گھوڑوں کو جو گولہ باری کیوجہ سے بیتاب تھے ایک نے تھام لیا اور دوسرا فوراً توپ کی گاڑی پر چڑھ گیا گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے جاتے توپ کو حفاظت سے پیچھے واپس لے آئے نہ تو گھوڑوں کو کوئی گولہ لگا اور وہ بھی بچ گئے رسالہ کا دفعدار بیان کرتا ہے کہ انکا بچنا بھی ایک قسم کا معجزہ ہے کیونکہ اسوقت ہم خندقوں میں سے دیکھ رہے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ انکا موت کے منہ سے صحیح سلامت بچکر نکل آنا محال ہے یہ ایک عظیم الشان بہادری ہے جو ان دونوں ڈرائیوروں سے عمل میں آئی اور یہ ہمارا رسالہ [illegible] قابل یادگار رہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

خطبہ جمعہ

جو سیّدنا و مولٰنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۹۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو دیا۔

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ فَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ وَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ؕ.

اللہ تعالیٰ یہود کی ایک اور خصلت بیان فرماتا ہے۔ کہ ایک بات لکھتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس سے ان کی یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ کچھ مال ملجائے۔ آمدنی ہوجائے۔ عزت بڑھ جائے۔ یہود میں بہت کثرت سے اس قسم کے قصے معجزات۔ اور آیات مشہور ہیں۔ اور بڑی بڑی کتابیں پائی جاتی ہیں۔ جنکی کوئی اصلیت نہیں ہوتی لیکن وہ خدا کی طرف انبیاء اور اولیاء کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس وقت یہودیوں کے تمام علمیات کا دار و مدار ایک کتاب پر ہے جو کہ حضرت مسیح کے بھی بعد کی لکھی ہوئی ہے۔ ٹائٹس نے جب یوروشلم کو تباہ کیا۔ تو یہود نے ایک جگہ جمع ہو کر یہ کتاب اسلئے تیار کی۔ کہ ہماری حکومت تو تباہ ہو چکی ہے اور بیت المقدس بھی برباد ہو چکا ہے۔ اب مذہب بھی نابود نہ ہو جائے اس وقت جو اقوال ان لوگوں کو یاد تھے وہ ایک جگہ جمع کر دیے گئے۔ اس میں ایسے ایسے عجیب و غریب قصے۔ کہانیاں اور واقعات درج ہیں کہ پڑھ کر حیرت آتی ہے۔ لیکن ان میں سے وہ کچھ نبیوں کیطرف کچھ اولیا کی طرف اور دوسرے اور بزرگوں کیطرف منسوب کرتے ہیں۔ جنکی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کریں۔ تو اس کتاب کو کوئی بھی نہ مانے۔ اور اس کے جمع کرنے والوں کی کوئی عزت نہ کرے۔ اور نہ ہی انہیں کچھ روپیہ مل سکے۔ اس کتاب کے جمع کرنے والوں کی عزت تو ہوئی ہی ہو گی لیکن اونہوں نے روپیہ بھی بہت حاصل کیا ہو گا۔ اور اب بھی کما رہے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ابھی یہ کتاب ولایت میں چھپی ہے۔ جسکی قیمت ڈیڑھ سو روپیہ رکھی گئی ہے۔ مسلمانوں میں بھی یہ صفت پائی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسلمان بھی ایک وقت میں یہود کی طرح ہو جائیں گے آج مسلمانوں میں بھی یہودیوں کی یہ صفت پائی جاتی ہے۔ عجیب عجیب قسم کے قصے اور کہانیاں لکھتے ہیں پھر ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور اسلام کی تائید میں یہ واقعات ظاہر فرمائے ہیں۔ حالانکہ بالکل جھوٹ اور افترا ہوتا ہے۔ کوئی ہرنی نامہ لکھتا ہے کوئی گوہ کا قصہ گھڑتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے دربار میں حاضر ہو کر اس نے بڑا فصیح و بلیغ عربی قصیدہ پڑھا تھا یو عجیب و غریب جھوٹے قصے بناتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ یہ نشانات خداوند تعالیٰ کی طرف سے آئے تھے۔ جنسے اسلام کی تائید ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ اسلام کی ذلت اور بدنامی کا باعث ہوتے ہیں۔ پھر مسلمان قرآن شریف کی ایسی تفسیر کرتے ہیں کہ ایک واقعہ جسکا کوئی ذکر نہیں ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا ہوتا۔ صحابہ کرام رض کی اسکے متعلق کوئی شہادت نہیں ہوتی۔ لیکن مفسر صاحبان اپنی طرف سے جھوٹا واقعہ درج کر دیتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے حالانکہ محض افترا ہوتا ہے۔ ہمارے مقابلہ

ہمارے مخالف

میں جو مسلمان ہیں ان کو ہی دیکھ لو ہماری مخالفت میں بڑی بڑی کتابیں لکھتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ قرآن کی رو سے ہم نے حیات مسیح کو ثابت کر دیا ہے لیکن اگر ایک دلیل بھی قرآن میں کی ان سے پوچھی جائے تو نہیں بتا سکتے۔ لیکچروں اور وعظوں میں بڑے زور سے کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن سے مسیح کا زندہ ہونا ثابت کر دیا ہے جو کہ محض جھوٹ ہوتا ہے اور وہ اپنی طرفسے باتیں بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اسطرح کرنیسے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ شہرت ہو۔ کتابوں کی بکری زیادہ ہو۔ تو ایسا بہت لوگ کرتے ہیں کہ اپنی طرف سے قصہ گھڑکر بیان کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک ایسی آیت مسیح کی حیات پر پڑھ دیتے ہیں۔ جس کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ لیکن وہ یہی کہے چلے جاتے ہیں کہ اس سے حیات مسیح ثابت ہوتی ہے۔ ایک مرحوم دوست کو یہ واقعہ پیش آیا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپکے دعوی سے پیشتر براہین احمدیہ کے پڑھنے کی وجہ سے اخلاص رکھتا تھا جب آپ نے دعوی کیا تو وہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ تو بڑے متقی ہیں۔ یہ کیا دعوےٰ قرآن کے خلاف کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو دہوکا لگا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر قرآن سے یہ بات غلط ثابت کر دو تو میں مان لونگا۔ اس نے کہا کہ میں حیات مسیح کی بیسیوں دلیلیں قرآن شریف سے آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک ہی لاؤ۔ اسکی دوستی محمد حسین بٹالوی سے بھی تھی وہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ مرزا صاحب تو بڑے نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے میری بات مان لی ہے۔ اور جھگڑا بالکل طے ہو گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک ہی آیت قرآن سے حیات مسیح کی نکال دو تو میں مان لونگا۔ بس آپ مجھ کچھ آیات نکال دیجئے تا کہ ان کو جا کر بتاؤں۔ مولوی محمد حسین یہ سن کر اس کو گالیاں دینے لگ گیا۔ اور کہا کہ تم وہاں کیوں گئے تھے۔ آخر کار جب مولوی محمد حسین نے باوجود اس کے اصرار کے ایک دلیل بھی قرآن شریف سے نہ بتائی تو اس نے سمجھ لیا کہ کوئی دلیل ہے ہی نہیں۔ اس لئے اس نے آکر بیعت کر لی۔ تو یہ لوگ قرآن سے کوئی دلیل نہیں بتا سکتے لیکن اگر یہ سوال پوچھا جائے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ قرآن شریف کے خلاف ہے۔ اگر پوچھو کہ قرآن کی کس آیت کے خلاف ہے تو کہتے ہیں کہ فلاں تفسیر میں لکھا ہے۔ فلاں مولوی صاحب کہتے ہیں تو یہ لوگ اپنی طرف سے بات بنا کر خدا تعالیٰ کی کتاب یعنی خدا تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کر دیتے ہیں تاکہ لوگ غور اور توجہ سے ان کی باتوں

کو سنیں۔ اور قدر کریں۔ عام طور پر احمدیوں کو یہ غیروں سے مباحثات میں یہ وقت پیش آتی ہے اور مجھے خود بھی ایک دفعہ اس کا تجربہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی نے ہم چند آدمیوں کو ایک جگہ لیکچر دینے کے لئے بھیجا۔ راستے میں ایک مولوی سے مباحثہ ہو گیا۔ میں نے حافظ روشن علی صاحب کو گفتگو کرنے کے لئے کہا۔ حافظ صاحب نے بات چیت شروع کی لیکن وہ مولوی یہی کہتا رہا کہ بل رفعه الله الیہ میں جو ہٗ کی ضمیر ہے وہ کدہر جاتی ہے۔ حافظ صاحب نے اس کو کئی دفعہ جواب دیا لیکن وہ بار بار یہی کہتا جائے کہ میرے سوال کا جواب تو ابھی ملا نہیں۔ میں آگے بات کس طرح کروں۔ اگر اس کا جواب دیدو تو حیات مسیح ثابت ہو جائے۔ چند دن ہوئے ایک واعظ نے لکھا تھا کہ ایک مولوی صاحب نے جو کہ حافظ قرآن بھی تھے۔ مجھے یہ کہا کہ قرآن کریم میں ہے اتبعوا ملت ابرٰهیم حنیفا یعنی ابراہیم علیہ السلام اور امام حنیفہ کے دین کی پیروی کرو۔ تو ہم امام حنیف کے مذہب پر ہیں یہ آیت اس نے اپنی طرف سے بنا کر کہدی۔ حالانکہ قرآن کریم میں ہرگز یہ آیت نہیں بلکہ ملت ابراهیم حنیفا ہے۔ یعنی ابراہیم کے دین کی جو حنیف تھا پیروی کرو۔ تعجب ہے کہ امام حنیفہ جو دو سو سال بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوئے ان کی پیروی کرنے کا حکم قرآن کریم میں درج بتاتے ہیں۔ تو یہ کسقدر جرأت اور بے باکی ہے کہ ایک فقرہ اپنے مطلب کا بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف اس کو منسوب کر دیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایسی قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جو خود لکھ کر اس کو خدا کی طرف منسوب کرتی ہے اس لئے کہ آمدنی ہو اور عزت بڑھے۔

مُفتری کا انجام

مگر ایسے لوگ کبھی سکھ میں نہیں ہوتے۔ ان کا کھانا پینا۔ ذلت اور خواری کا ہوتا ہے اور وہ دنیا میں ہی ذلیل ہو جاتے ہیں۔ تم دیکھ لو۔ ایک زمانہ تھا علماء کی وہ قدر کی جاتی تھی کہ بادشاہ کی ان کے سامنے مجال نہ ہوتی تھی کہ کچھ کر سکے۔ اب تو ترکوں کو یورپ والے بدنام کر رہے ہیں۔ کہ بڑے ظالم اور بے رحم ہیں۔ لیکن ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ترک بادشاہ کسی بات سے ناراض ہو گیا۔ اور اس نے کہا کہ میں قتل عام کرونگا۔ مگر جب شیخ الاسلام نے کہا کہ یہ ناجائز ہے۔ میں اس کی اجازت نہیں دونگا۔ تو بادشاہ نے شیخ الاسلام کے حکم کے آگے گردن جھکا دی اور کچھ نہ بولا۔ تو اس وقت جبکہ علماء میں اتقا اور پرہیزگاری ہوتی تھی۔ تو انکی قدر بھی کی جاتی تھی۔ لیکن اب تو دو دو پیسے کو دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے کلام کی قدر نہیں کرتا اس کی بھی قدر نہیں کی جاتی۔ اس لئے جب سے مسلمانوں نے قرآن شریف کے معنے بدلنے اور اس میں جھوٹے قصے کہانیاں ملانی شروع کی ہیں۔ اسی وقت سے ذلیل ہو رہے ہیں۔ تعجب آتا ہے کہ لوگوں میں اس حد تک کسطرح جرأت پیدا ہو گئی ہے کہ جھوٹی آئتیں بنا کر شرارت سے لوگوں میں مشتہر کرتے ہیں۔ پنجاب کی ایک مشہور انجمن کے جلسہ میں ایک دفعہ ایک لیکچرار صاحب بار بار ایک عربی عبارت کو دہراتے اور کہتے تھے کہ یہ قرآن کی آیت ہے حالانکہ وہ ہرگز قرآن کی آیت نہیں تھی۔ لیکن اس لیکچرار کو مولویوں سے سن سن کر اس قدر اس کے آیت قرآنی ہونے پر پختہ یقین ہو گیا تھا کہ اتنے مجمع میں پے در پے دہراتا تھا لوگ جھوٹی آئتیں حدیثیں اور معجزے بنا لیتے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

Digitized by Khilafat Library

احمدی جماعت کو نصیحت

ہماری جماعت میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے کہ بعض لوگ بڑی جرأت سے قرآن شریف کی آیات کے معنے کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن شریف میں غور اور تدبر کرنا عمدہ بات ہے اور جو لوگ اس بات کو چھوڑ دیتے ہیں وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ مگر جو دلمیں سمی آئے وہی کر دینے یہ بھی ہرگز درست نہیں ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام اس لئے آئے تھے کہ لوگ یہودی خصلت ہو گئے تھے اور آپ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی منشاء کے تحت ہماری جماعت قایم ہوئی ہے۔ لیکن ہمارے لئے بھی بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ممکن ہو قرآن شریف کے معنی کرنے میں احتیاط کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے معنی اور آپ کے افعال کے خلاف ہرگز کسی آیت کے معنے نہیں کرنے چاہئیں۔ پھر صحابہ کرام رضہ کا جن معنوں پر اتفاق ہو ان کے خلاف نہیں ہونا چاہیئے۔ پھر جو معنے لغت کے خلاف ہوں ان کے بیان کرنیکی بھی جرأت نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ قرآن شریف کے معنے کرنے کے قواعد ہیں۔ ان کے مطابق معنے ہونی چاہئیں بعض کم عقل کہتے ہیں کہ خدا صرف ونحو کے قواعد کا پابند نہیں۔ گو خدا تعالیٰ کو صرف ونحو کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہمیں تو ہے۔ اگر خدا تعالےٰ نے لغت اور قواعد زبان کے ماتحت کلام نازل نہیں فرمایا تو ہم کس طرح اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ وہ کلام جو ہمارے لئے نازل کیا گیا ہو وہ انہی قواعد کو مدنظر رکھکر اتارا گیا ہو۔ جو کہ ہم جانتے ہوں اور سمجھ سکتے ہوں۔ قرآن شریف کے معنے کرنے میں ان باتوں کا لحاظ رکھو کہ (۱) آیت کی تفسیر جو دوسری آیت نے کردی ہے اس کو مدنظر رکھو (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس آیت کے معنے فرمائے ہیں۔ ان کو مانو (۳) اس تفسیر کو مانو جو کوئی اللہ کا مامور کرے اور الہام کے ذریعے اُسے جو کچھ بتایا گیا ہو (۴) پھر جن معنوں پر صحابہ کی کثرت رائے ہو (۵) پھر اپنے قیاس کے ماتحت معنی کرو۔ لیکن اس میں لغت اور صرف ونحو کا بڑا لحاظ رکھو۔ اور کبھی اپنی طرف سے زاید بات نہ ملاؤ۔ کیونکہ ایسا کرنا خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکا دیتا ہے۔ یہ یہود کی صفت ہے۔ خدا تعالےٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے ہماری اصلاح کی ہے۔ اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان قواعد سے سرمو ادہر اُدہر نہ ہونا۔ کیونکہ ایسے لوگ ذلیل ہو جاتے ہیں جو خدا کی کلام کے جھوٹے معنے کرتے ہیں۔

دُعاء

خدا تعالےٰ ہم سب کو اس سے بچائے اور اپنے فضل وکرم سے قرآن شریف کے سمجھنے کے لئے صحیح فہم اور فراست عطا فرمائے۔